ڈاکٹر شگفتہ یاسین عباسی

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ فارسی، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

تصور مرشد کامل: حضرت سلطان باہو اور اقبال کی نظر میں

Abstract:

The land of subcontinent has always had the honor of not only having great poets and writers but Sufis and Mystics also came from different parts of the world and made their home here and some of them belonged to this region like Hazrat Sultan Bahoo .Who belonged to Shorkot Punjab . He wrote one and fifty books out of which only one book is in Punjabi language .All other books are written in Persian language .In all of sultan Bahoo 's writings ,the one topic that is most seen among other topics is that of Concept of Murshid e kamil and similarly Allama Iqbal had a great love for his mentor Maulana Rumi who is one of the great poets of Persian language .Perhaps this is the reason why Iqbal considered him as his follower Murshid which he seems to be mentioning through various poems.

Key Word: Shorkot, Allama Iqbal, Murshid e kamil

مقدمہ: مرشد کامل ایک ایسا رہبر اور راہنما ہے جو اپنی نگاہ کیمیا اور توجہ خاص سے مرید کے دل کو ایک ہی لمحے میں دنیاوی الائشات اور نفسانی خواہشات سے پاک کر کے نئی جلا بخشتا ہے اور اسکو اس دنیا سے روشناس کرواتا ہے کہ جسکا وہ ادراک بھی نہ کر سکے۔

حضرت سلطان باھو کا مختصر تعارف:

سلطان حضرت سلطان باھو 1039 میں شور کوٹ پنجاب میں پیدا ہوئے. آپ کے والد کا نام محمد بایزید تھا جو کہ ایک صالح، حافظ قرآن اور فقیہہ انسان تھے. آپ مغل بادشاہ شاہ جہان کی دور میں قلعہ شور کے قلعہ دار تھے . جبکہ آپ کی والدہ کا نام بی بی راستی تھا. آپ اولیائے کاملین میں سے تھیں جنہیں الھامی طور پر بتادیا گیا تھا« کہ عنقریب آپ کے بطن سے ایک ولی کامل پیدا ہو گا جو تمام روئے زمین کو اپنی انوار فیضان اور اسرار و عرفان سے بھر

دے گا. ان کا نام «باہو» رکھنا» 1 آپ نے مروجہ ظاہری علم حاصل نہیں کیا کیونکہ اوائل عمری ہی میں آپ واردات غیبی اور فتوحات لاریبی میں مستغرق رہتے جس کا ذکر انھوں نے خود اس شعر میں کیا

گرچہ نیست مارا علم ظاہر ز علم باطنی جان گشتہ طاہر 2

ترجمہ: اگرچہ ہم نے ظاہری طور پر علم حاصل نہیں کیا لیکن باطنی طور پر میری تربیت کی گئی ہے۔

آپ نے ایک سو چالیس کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جن میں صرف ایک پنجابی ابیات پر مشتمل کتاب ہے باقی 1 ایک سو انتالیس کتابیں فارسی زبان میں لکھی گئی ہیں۔«ان سب میں آپ نے طالبان حق کو تین باتوں کی تاکید فرمائی ہے 1. گمنامی و خمول 2. ترک دنیا 3. شریعت محمدی (ص)» 3 آپ نے تمام عمر شریعت محمدی (ص) پر کاربند رہ کر یوں بسر کی کہ زندگی بھر آپ سے ایک مستحب بھی نہیں فوت ہوا۔ آپ نے 1102 میں تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

حضرت سلطان باہو کی شخصیت کی بہت سی ایسی جہتیں ہیں کہ جن کی مثال نہیں ملتی. جیسے کہ ان کا نظریہ اسم اللہ ذات، فنا فی اللہ اور فقر لایحتاج وغیرہ. اسی طرح ایک تصور جو بہت زیادہ ان کتب سے آشکار ہوتا ہے وہ ان کا مرشد کامل کا تصور ہے جو ہمیں جا بجا دیکھنے کو ملتا ہے۔ یہی وہ کیفیت ہے جسکو حضرت سلطان باہو نے اپنی پنجابی ابیات میں سب سے پہلے بیان کیا. آپ فرماتے ہیں:

الف اللہ چنبے دی بوٹی، من وچ مرشد لائی ہو

نفی اثبات دا پانی ملسی ہر رگے ہر جائی ہو

اندر بوٹی مشک مچایا جان پھلاں تے آئی ہو

جیوے مرشد کامل باھو جین ایھہ بوٹی لائی ہو 4

ان ابیات کی روشنی میں حضرت سلطان باہو معترف نظر آتے ہیں کہ خالق حقیقی سے عشق کی جوت جگانے والی ذات ان کے مرشد کی ہی ہستی ہے اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ عشق حقیقی کے اس پودے کی نگھداشت کی ساتھ ساتھ نفی، اثبات کے پانی سے اسکی آبیاری بھی کی. اور یوں اس کی مہک ہر سو پھیلنے لگی۔

یقیناً یہ وہی مرشد کامل کی ذات تھی جس کی تلاش میں آپ نے اپنی عمر کے تیس سال صرف کیے تب جا کر کہیں مرشد کامل کو پا سکے. جس کا اشارہ آپ نے اپنی مختلف تصانیف میں کیا ہے۔

اقبال کو دیکھا جائے تو اقبال نے جب اپنی فکری سفر کا آغاز کیا تو محسوس کیا کہ تمام عالم انسانیت مغربی نظام سے متاثر تھا جہاں مادیت پرستی کی چکا چوند کے سامنے معنویت کہیں دھندلا سی گئی تھی. اسی اثنا میں اقبال کو مولانا جلال الدین رومی جیسی شخصیت میسر آئی جن کو نہ صرف وہ اپنا پیر و مرشد مانتے بلکہ وہ اقبال کے محبوب تھے. پیر رومی کی ہی کی شخصیت تھی جسے وہ مشعل راہ بنا کر اس ضعف ایمانی و بی اطمینانی کے اندھیرے کو کافی حد تک دور کرنے کی لئے کوشاں رہے. اقبال کی زندگی میں مولانا کی کیا حیثیت تھی اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اقبال نے اپنی کتاب «اسرار خودی» کے آغاز میں مولانا کے درجہ ذیل ابیات کو مرقوم فرمایا:

دی شیخ با چراغ همی گشت گرد شهر کز دیو و دد ملولم و انسانم آرزوست

زین همرهان سست عناصر دلم گرفت شیر خدا و رستم دستانم آرزوست

گفتم که یافت می نشود جسته ایم ما گفت آنکه یافت می نشود آنم آرزوست 5

ترجمہ: کل رات شیخ کو ہاتھ میں چراغ لیے شہر کے گرد چکر لگاتے دیکھا، کہ شیطان اور درندوں سے میرا دل ملول ہے مجھے انسانوں کی آرزو ہے، ہمرہان سست عناصر سے بھی میرا دل عاجز آ گیا ہے مجھے اب شیر خدا اور رستم جیسے لوگوں کی آرزو ہے. اتنے میں آواز آئی کہ جو آپ کو چاہیے وہ میسر نہیں ہے ہم جستجو کر چکے تو میں نے کہا کہ جو ڈھونڈنے سے بھی حاصل نہیں ہو رہا اسی کی تو مجھے آرزو ہے۔

ان ابیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مولانا بھی ایسے معاشرے کی تشکیل چاہتے تھے جہاں لوگ صرف ظاہری طور پر ہی انسان نہ ہوں بلکہ ان کے اندر وہ تمام اوصاف حمیدہ موجود ہوں جو اللہ نے انسانوں کو ودیعت کیے ہیں. یہی وہ مقصد تھا جس کو ملحوظ خاطر رکھ کر مولانا نے اپنی مثنوی معنوی کی تکمیل کی جس کی ایک ایک حکایت اور شعر کے اندر غور و غوض اور فکر و تدبر کی دعوت دی گئی ہے اور جس کا منبع و ماخذ صرف اور صرف قرآن کریم ہے. اسی بات کو مد نظر رکھتے ہوئے عبدالرحمن جامی نے آپ کی مثنوی کے حوالے سے کہا تھا

مثنوی معنوی مولوی هست قرآن در زبان پهلوی

ترجمہ: مولانا کی مثنوی معنوی دراصل پہلوی زبان میں لکھا جانے والا قرآن ہے۔

علامہ اقبال اپنی پیر و مرشد سے والہانہ محبت کرتے تھے اسی لئے انھوں نے رومی کو کبھی پیر رومی سے یاد کیا، تو کبھی پیر حق سرشت، کبھی نی نواز پاکباز کہا تو کبھی مرشد روشن ضمیر کا نام دیا. علامہ اقبال کی رومی سے دلبستگی کی

مثال اور کیا ہو گی کہ اپنی زندگی کے اواخر میں صرف دو ہی کتابیں تھیں جن کا وہ مطالعہ کیا کرتے تھے ایک قرآن کریم اور دوسری مثنوی معنوی رومی.

مولانا جلال الدین رومی کا مختصر تعارف:

مولانا جلال الدین رومی 604 کو بلخ میں پیدا ہوئے آپ کے والد بھاءالدین ولد اپنے زمانے کے اکابر صوفیہ میں شمار ہوتے تھے. بھاء ولد کی وفات کے وقت مولانا کی عمر 24 برس تھی. آپ اپنے والد کے بعد ان کی مسند وعظ وتذکیر پر بیٹھے. آپ کو برھان الدین محقق نے سلوک و معرفت کے اسرار و رموز سے آشنا کیا. جو کہ بھاء ولد کے شاگرد تھے. 642ھ کو مولانا کی زندگی میں شمس الدین تبریزی کی آمد کے باعث یکسر تبدیلی آگئی. آپ شمس تبریزی کی شخصیت سے ایسے متاثر ہوئے کہ درس وتدریس و فقہ و فتوی چھوڑ کر اپنے پیر و مرشد کے زیر اثر عشق محبوب خداوندی میں ہی مستغرق رہنے لگے. «مولانا روم شمس کی آمد سے پہلے ہی تصوف و طریقت کی روح سے آشنا تھے اور ان کی دل میں تلاش حقیقت اور قرب خداوندی حاصل کرنے کا جذبہ خوابیدہ تھا. شمس تبریزی نے اس اس جذبے کو بیدار کیا. مبہم تصورات کو یقین کی روشنی عطا کی. عشق کا ایسا شعلہ دکھایا کہ تمام ظواھر رسوم وآداب بھسم ہو کر رہ گئی»6 مولانا نے 672ھ میں وفات پائی. آپ کی تصانیف میں 1. دیوان شمس تبریزی 2. مثنوی معنوی 3. فیہ مافیہ 4. مکتوبات وخطبات (نثر) شامل ہیں۔

علامہ اقبال نے اپنے پیر و مرشد سے جو تاثیر پائی اور جس طرح اقبال کی زندگی کو بدل کر رکھ دیا اس کی توصیف کچھ اس انداز میں کی.:

گرہ از کار این ناکارہ وا کرد غبار رھگذر را کیمیا کرد

نی آن نی از پاکبازی مرا با عشق و مستی آشنا کرد 7

ترجمہ: اس ناکارہ کی زندگی کی گرہ کو کھولا اور میری راہگذر کو کیمیا میں تبدیل کر دیا اور مجھے اپنی پاکبازی کی نی (بانسری) سے عشق و مستی سے آشنا کیا.

یعنی ان ابیات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلطان باہو کی طرح علامہ اقبال کو عشق حقیقی سے آشنا کرنے والی ذات ان کے پیر و مرشد یعنی مولانا روم کی تھی.

حضرت سلطان باہو عین الفقر میں فرماتے ہیں کہ دریائے وحدت الٰہی ہر وقت مومن کے دل میں موجزن رہتاہے لیکن جو شخص چاہے کہ اسکو حق حاصل ہو جائے اور وہ اللہ کی معرفت کو پاجائے تواس کے لئے ضروری ہے کہ وہ مرشد کامل کی تلاش کرے ورنہ وہ کبھی بھی واصل بہ خدا نہیں ہو سکتا. مرشد کامل کی اہمیت کے پیش نظر آپ نے چند احادیث کو بھی نقل فرمایا ہے

حدیث: الرفیق ثم الطریق: پہلے واقف راہ کی رفاقت حاصل کرو پھر راہ چلو

لا دین لمن لا شیخ لہ: اسکا دین ہی نہیں جسکا مرشد نہیں

ایک اور حدیث بھی نقل کی گئی جس کا مفہوم یہ ہے کہ جس کا مرشد نہیں اسے شیطان گھیر لیتا ہے 8

انہیں احادیث کے پیش نظر آپ فرماتے ہیں کہ

جاگ بناں دودھ جمدے ناہیں باہو

بھانویں لال ہوون کڑھ کڑھ کے ہو 9

ترجمہ: جھاگ کے بغیر دودھ کبھی بھی دہی کی صورت نہیں اختیار کر سکتا بے شک جتنا بھی اس کو گرم کر لیا جائے۔

اسی بات کو وہ مزید سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مرشد کامل کی توجہ کے بغیر اگر طالب اللہ تمام عمر ریاضت کرتا رہے اور سوکھ کر کانٹا بن جائے. ان تمام ریاضتوں کا کچھ حاصل نہیں ہوگا کیونکہ ان تمام باتوں سے مرشد کامل کی ایک بار کی توجہ بہتر ہے۔10

دوسری طرف اقبال نے جوامت مسلمہ کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کا بیڑا اٹھایا اور ان کو یاد دلایا کہ یہ وہ راستہ نہیں ہے کہ جس پر مسلمانوں کو چلنا تھا. بلکہ اس وقت کی بنیادی ضرورت یہ تھی کہ دنیای اسلام کو از سر نو روحانیت سے روشناس کروایا جائے جسے وہ کہیں پیچھے چھوڑ آئے تھے. عالم اسلام کی اصلاح کی غرض سے « اس دشوار اور عظیم الشان کام کی تکمیل کے لئے اقبال نے مولانا جلال الدین رومی کو اپنا رہنما بنایا. اسرار خودی سے لے کر ارمغان حجاز تک اقبال کے خضر راہ بنتے ہیں. وہی جاوید نامہ کی زندہ رود کو آسمانوں کی طلسماتی فضاء میں لے جاتے ہیں» 11

اسی لئے اقبال نے اپنے تمام آثار میں مولوی سے شدید دلبستگی کا اظہار کیا ہے اور ان کو مرشد و پیر کے نام سے یاد کیا ہے. مثنوی «چہ باید کرد» کے آغاز میں فرماتے ہیں:

پیر رومی مرشد روشن ضمیر کاروان عشق و مستی راامیر

منزلش برتر زماہ وآفتاب خیمہ رااز کہکشاں سازوطناب

ازنی آن نی نواز پاک زاد بازشوری درنھاد من فتاد12

ترجمہ: پیر رومی روشن ضمیر مرشد کی مانند ہیں جو کہ عشق و مستی کے کاروان کے امیر ہیں ان کی منزل چاند اور سورج سے آگے ہے جن کے خیمہ کو کہکشاں سجاتی ہے اسی پاکیزہ اور برترذات کی نی کی وجہ سے میرے اندر ایک ہنگامہ برپا ہو گیا ہے۔

حضرت سلطان باہو یہاں مرشد کامل کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے اسکی پہچان بتاتے ہیں کہ وہ طالب اللہ کو پل بھر میں ہر دو جہان سے بے نیاز کر دیتا ہے« مرشد کامل کی نظر عبادت جاودانی سے زیادہ کار گر ثابت ہوتی ہے » جو طالب اللہ کا ہاتھ پکڑتی ہے اسے امن الامان کے مقام پر پہنچا دیتی ہے۔13 مختصر یہ کہ مرشد کامل واصل اسے کہتے ہیں جو طالب اللہ کو غیر ماسوی اللہ سے پاک کر کے اسکی پریشانیوں کو ختم کر دے اور اسے ریاضت ریا سے نجات دلا دے۔

اقبال بھی تو اسی بات کے قائل نظر آتے ہیں کہ پیر و مرشد ایسا ہو کہ جس سے لو لگ جانے کے بعد وہ ہر جگہ اور ہر مقصد حیات میں اس کا رہنما اور ہادی ہو اور یہ تمام اوصاف انہیں پیر رومی کی شخصیت میں بدرجہ اتم نظر آئے اور پھر « رومی اقبال کی نظر میں کلیم بھی ہیں اور حکیم بھی۔ مجدد بھی ہیں اور مصلح بھی۔ شریعت کے علم بردار بھی ہیں اور طریقت کے اسرار کشا بھی۔ غرض سب کچھ جن کی ہدایت سے عصر حاضر اپنی گم گشتہ روشنی اور تابانی کو دوبارہ حاصل کر سکتا ہے»14

اور پھر اقبال اپنے مرشد کامل کی اہمیت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

پیر رومی خاک را اکسیر کرد

از غبارم جلوہ ھا تعمیر کرد15

ترجمہ: پیر رومی نے میری خاک کو اکسیر میں تبدیل کر دیا اور پھر اس گرد و غبار کے اندر ایک ہلچل مچا دی۔

یہاں اقبال اس بات کا بہت وثوق سے ذکر کرتے ہیں کہ اس بی وقعت اور بی ارزش سی خاک کہ اندر اگر آج ایک ہلچل اور ایک ہنگامہ برپا ہے تو یہ میرے مرشد رومی ہی کی شخصیت کے طفیل ہے کہ جن کی تاثیر نے مجھے عشق

حقیقی سے روشناس کروادیا اور جن کی بدولت میری زندگی میں ایک حقیقی روشنی کا دخل ہوا ہے جس کا منبع و ماخذ بے شک قرآن حکیم اور پیامبر اکرم (ص) کی ذات گرامی ہے۔

"اسرار القادری" میں حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں کہ در اصل وجود انسانی ایک طلسم کدہ ہے جسے صاحب طلسمات مرشد ہی کھول کر خزائن الٰہی بخش سکتا ہے اور صاحب معما مرشد ہی وجود کے معما کو حل کر سکتا ہے16

یہیں پر ایک بیت میں فرماتے ہیں:

باھو! مرد مرشد می برد بر ہر مقام

نامرد مرشد عاجز است ناموس نام17

ترجمہ: اے باہو! مرشد کامل ہی طالب کو ہر مطلب و مقام پر پہنچاتا ہے اور مرشد ناقص فقط شہرت و ناموری سے غرض رکھتا ہے۔

اسی طرح علامہ اقبال بھی مسلمانوں کی تکالیف کا علاج مرشد کامل کی نگاہ میں ہے اسی لئے اپنے مرشد کے سوز کو دیکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگرچہ مغرب نے تمھاری عقلوں کو مغلوب کرر کھا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ میرے اندر جتنی بھی فہم و فراست موجود ہے وہ میرے مرشد کامل کا ہی فیض ہے جس سے ہی میری نگاہ روشن ہے

.

علاج آتش رومی کی سوز میں ہے ترا تری خرد پہ ہے غالب فرنگیون کا فسون

اسی کے فیض سے میری نگاہ ہے روشن اسی کے فیض سے میری سبو میں ہے جیجون18

حضرت سلطان باہو مرشد کو بھی دو طرح سے دیکھتے ہیں۔ مرشد کامل اور مرشد ناقص. حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں کہ مرشد کامل اہل ہدایت ہوتا ہے اور مرشد ناقص شیطان مانند (اہل لعنت) ہوتا ہے۔ جب صاحب نظر مرشد طالب اللہ پر توجہ کرتا ہے۔ تو طالب کا دل زندہ ہو جاتا ہے اور وہ خود بخود ذکر اللہ میں محو ہو جاتا ہے۔ اور اس کا نفس سوزش و خواری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ وہ خلق سے بیگانہ لیکن خدا سے یگانہ ہو جاتا ہے۔

اسی طرح علامہ اقبال بھی مرشد کامل کی نشانی بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمیشہ ایسے ہی مرشد کی صحبت اختیار کرنی چاہئے جس کو بنیاد بنا کر سالک عشق حقیقی کے راستے پر گامزن ہو سکے جو آپ کو عرفان و تصوف کی حقیقی روح

سے آشنا کر سکے اور اگر کوئی ایسا احساس حاصل نہ کر پائے تو جان لے کہ اس کا پالا بقول حضرت سلطان باہو کے مرشد ناقص سے پڑا ہے

پیر رومی را رفیق راہ ساز تا خدا بخشد تو را سوز و گداز

زانکہ رومی مغز را دانہ ز پوست پای او محکم فتد در کوی دوست 19

ترجمہ: پیر رومی کو اپنا ہمسفر بناؤ تا کہ خدا تمھیں سوز و گداز دے سکے کیونکہ رومی ہی دانے کے اندر مغز کی حیثیت رکھتے ہیں اور وہی ہیں جو دوست کے کوچے تک رسائی رکھتے ہیں۔

مرشد کامل کا سب سے بڑا تحفہ جو اپنی مرید کو ملتا ہے وہ فقر ہے فقر ایک ایسا خزانہ ہے کہ جس کے بارے میں سلطان باہو کی کتب میں بے انتہا دیکھنے کو ملتا ہے. ویسے تو فقر نفس یا انا کو مار کر اللہ کی قربت اختیار کرنے کو کہا جاتا ہے لیکن حضرت سلطان باہو فقر کو اس طرح بیان کرتے ہیں« فقر کے تین حروف ہیں یعنی ف، ق، ر. حرف ف سے فنائے نفس، حرف ق سے قربت قبر اور ر سے روحانیت موتو قبل ان تموتو» 20 یعنی فقر سے مراد موت سے پہلے مرنا لیا گیا ہے.

یہاں علامہ اقبال بھی اپنی مرشد کامل یعنی رومی کی نگاہ پر تاثیر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مرشد کامل وہی ہے کہ جس کے طفیل وہ فقر نصیب ہو جائے کہ جو مایہ امارت میں فرماتے ہیں:

زرومی گیر اسرار فقیری

کھن فقر است محسود امیری 21

ترجمہ: رومی سے اسرار فقیری سیکھو ایسا فقر کہ جس پر امیروں کو بھی حسد محسوس ہو کیونکہ اقبال بھی تو جا بجا فرماتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ فقر ایسا نہ ہو کہ جیسا عیسائیت یا رہبانیت میں سمجھا جاتا ہے اور وہ جس کی بہت کھلے انداز سے مخالفت کرتے نظر آتے ہیں. آپ نے ہمیشہ پیر رومی سے وابستگی کا اظہار مختلف اشعار کی صورت میں کیا

روی خود بنمود پیر حق سرشت کو بہ حرف پھلوی قرآن نوشت 22

حضرت سلطان باہو مرشد کامل کے مل جانے کے بعد کی کیفیت کو بیان کرتی ہوئے کہتے ہیں

ایہہ تن رب سچے دا حجرہ دل کھڑیا باغ بہاراں ہو

وچے کوزے وچے مصلے وچے سجدے دیاں تھاراں ہو

وچے کعبہ وچے قبلہ وچے الا اللہ پکاراں ہو

کامل مرشد ملیا باھو اور آپے لسی ساراں ہو 23

یعنی جب سے میرا دل اور تن اللہ رب العزت کی یاد سے منور رہنے لگے ہیں۔ ہر چیز میرے اندر ہی سمٹ آئی ہے اور میرا دل خوشی سے جھوم رہا ہے اور یہ سب یقیناً میرے مرشد کامل کے ہی مرہون منت ہے۔

مرشد کامل کی نشانیاں اور پہچان حضرت سلطان باہو کی ہر کتاب میں جابجا ملتی ہے لیکن سب کو یہاں بیان کرنا حدالامکان سے باہر ہے۔ البتہ اس سب کے ساتھ اصل بات یہ بھی مد نظر رکھنی چاہیے کہ "طالب اللہ" کو بھی تو حضرت سلطان باہو اور علامہ اقبال جیسا دم خم رکھنا چاہیے۔ تبھی تو وہ اپنی منزل مقصود تک پہنچ پائے گا۔ اسی لئے تو رسالہ روحی شریف میں حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں۔

ہر کہ طالب حق بود من حاضرم زابتدا تاانتہا یک دم برم

طالب بیا! طالب بیا! طالب بیا! تار سانم روز اول باخدا 24

یعنی مرشد کامل کی شرط کے ساتھ ساتھ طالب اللہ کو بھی ہی پختہ اور پر عزم ہونا پڑے گا تبھی وہ واصل باللہ ہوتا ہے۔

حاصل کلام:

حضرت سلطان باہو اور علامہ اقبال کے مطالعہ سے یہ بات اخذ کی گئی ہے کہ راہ سلوک کی منازل ہوں یا فہم و ادراک کی دنیا۔ لازمی ہے کہ ایک مرشد کامل کا ساتھ ہو۔ لیکن حقیقتاً مرشد کامل کی شناخت کی لیے ضروری ہے کہ حضرت سلطان باہو کی بتائی ہوئی نشانیوں کو مد نظر رکھا جائے تاکہ ناقص مرشد اور ناقص عبادت سے بچا جا سکے۔

حوالہ جات

1۔ باھو، سخی سلطان، شمس العارفین، مترجم سید امیر خان نیازی، العارفین پبلیکیشنز، لاہور، 2018، ص 15

2۔ ایضاً، کلید التوحید خورد، ص 12

3۔ ایضاً، امیر الکونین، 2018، ص 13

4۔ ایضاً، کلام سلطان باہو، مترجمین انعام الحق جاوید، امجد علی بھٹی، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، 2017، ص 27

5۔ شمیسا، سیروس، گزیدہ غزلیات مولوی، نشر قطرہ، تھران، 1386ش ص 144

6۔ احمد، ظہور الدین، ایرانی ادب، انتشارات مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد. 1996م، ص 126

7۔ سروش، احمد، کلیات اشعار فارسی مولانا اقبال لاہوری، انتشارات سنائی، تھران، ص 459

8- باہو، سخی سلطان، عین الفقر، مترجم سید امیر خان نیازی، العارفین پبلیکیشنز، لاھور، 2014، ص 29

9- ایضاً، کلام سلطان باہو، مترجمین انعام الحق جاوید، امجد علی بھٹی، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، 2017، ص 69

10- ایضاً اسرار القادری، مترجم سید امیر خان نیازی، العارفین پبلیکیشنز، لاہور 2015، ص 37

11- روح امین، سید، اقبال شاعری اور فکر و مقام، فراست پبلیشرز، لاھور، 2007 ص 97

12۔ سروش، احمد، کلیات اشعار فارسی مولانا اقبال لاہوری، انتشارات سنائی، تھران، ص 388

13- باہو، سخی سلطان، عین الفقر، مترجم سید امیر خان نیازی، العارفین پبلیکیشنز، لاھور، 2014 ص:31

14۔ روح امین، سید، اقبال شاعری اور فکر و مقام، فراست پبلیشرز، لاھور، 2007 ص 97

15۔ سروش، احمد، کلیات اشعار فارسی مولانا اقبال لاہوری، انتشارات سنائی، تھران ص 8

16- اسرار القادری، مترجم سید امیر خان نیازی، العارفین پبلیکیشنز، لاہور 2015، ص:25

17- ایضاً، ص 24

18۔ سروش، احمد، کلیات اشعار فارسی مولانا اقبال لاہوری، انتشارات سنائی، تھران، ص 364

19- ایضاً، ص 387

20- باھو، سخی سلطان، عین الفقر، مترجم سید امیر خان نیازی، العارفین پبلیکیشنز، لاھور، 2014، ص 351

21- ایضاً، ص 459

22- سروش، احمد، کلیات اشعار فارسی مولانا اقبال لاہوری، انتشارات سنائی، تھران، ص 8

23- باہو، سخی سلطان، کلام سلطان باہو، مترجمین انعام الحق جاوید، امجد علی بٹ، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، 2017، ص 46

24- ایضاً، رسالہ روحی شریف، 2014، ص 23